تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْمُعِزُّ، اَلْمُذِلُّ

(تقریر نمبر7)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (آل عمران:27)

حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کہہ اے بارِ خدایا! اے مالک المُلک! تُو جسے چاہتا ہے مُلک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے مُلک چھین لیتا ہے تُو جسے چاہتا ہے عزّت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلّت دیتا ہے۔ ہر یک خیر کہ جس کا انسان طالب ہے۔ تُو ہر یک چیز پر قادر ہے۔

(براہینِ احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 261 حاشیہ 11)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

(درثمین)

معزّز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ”اَلْمُعِزُّ“ اور ”اَلْمُذِلُّ“ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہیں۔ مُعِزّ کے لغوی معنی ہیں عزّت دینے والا اور بلندی عطا کرنے والا۔ یہ عربی کا لفظ ہے اور یہ عِزّ (ع۔ز۔ز) سے نکلا ہے۔ جب یہ نام اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ذات جو اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عزّت دے اور اس کا مقام بلند کر دے۔

خاکسار نے ابتداء میں جو آیت تلاوت کی ہے اس میں ”تُعِزُّ“ کا لفظ آیا ہے یعنی اللہ ہی عزت دیتا ہے، اسی سے ”اَلْمُعِزّ“ بنا ہے یعنی عزت دینے والا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

” انسان چاہتا ہے کہ دنیا میں معزّز اور محترم بنے لیکن حقیقی عزّت اور سچی تکریم خدا تعالیٰ سے آتی ہے وہی ہے جس کی یہ شان ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ۔“

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 460)

حقیقی عزّت اُسی کو ملتی ہے جسے اللہ تعالیٰ حقیقی عزّت دینا چاہے اور جسے اللہ تعالیٰ عزّت نہ دینا چاہے بلکہ ذلیل کرنا چاہے ساری دنیا مل کے بھی اسے نہ اس دنیا میں نہ اُس دنیا میں حقیقی عزّت عطا کر سکتی ہے۔

اَلْمُذِلُّ

اَلْمُذِلُّ کے معنی ذلیل کرنے والا، رسوا کرنے والا، یا پستی عطا کرنے والا کے ہیں۔ عربی زبان میں لفظ "اَلْمُذِلُّ" کی جڑ "ذ ل ل" ہے، جس کا مطلب ہے عاجزی، پستی اور مرتبے کا گر جانا ہے۔ جب یہ نام اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ذات جو اپنے جس بندے کو چاہے، اُسے ذلیل کر دے اور اس کا مرتبہ گرا دے۔

علمائے دین کے مطابق، اس نام کو عام طور پر اکیلا نہیں پکارا جاتا بلکہ اسے "اَلْمُعِزّ" (عزّت دینے والا) کے ساتھ ملا کر "اَلْمُعِزُّ اَلْمُذِلُّ" کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مکمل تعریف اور اس کی بادشاہت کا صحیح بیان تبھی ہوتا ہے جب دونوں نام ایک ساتھ لیے جائیں، کیونکہ وہی ذات ہے جو جسے چاہے عزّت دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے۔ اعزاز کہتے ہیں عزّت کرنے کو اور اذلال خوار اور ذلیل کرنے کو۔ اللہ تعالیٰ اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق دے کر اس دنیا میں مزید انعامات عطا فرما کر اور جنّت کا وارث قرار دے کر اس دنیا میں اپنے پیاروں کو عزّت دیتا ہے اور عزّت کے سامان پیدا کرتا ہے اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے اور احکامات کی پابندی نہیں کرتے وہ اپنے اعمالِ بد کی وجہ سے ذلیل کئے جاتے ہیں۔ حضرت امام غزالی "ان اسماء کے معنے کرتے ہیں کہ خدا جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ یہ دونوں اسماء سورہ آل عمران میں اپنے مشتقات رکھتے ہیں۔ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ (آل عمران:27)

(صفات باری تعالیٰ یعنی اسمائے الحسنیٰ صفحہ 71 از اقبال احمد نجم)

یہاں یہ بات نوٹ کرنی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی صفات جن کا تعلق انسان کو کمزور کرنے، انسان کو نقصان پہنچانے (اَلضَّارُّ)، ذلیل کرنے (اَلْمُذِلُّ) سے ہے اُن میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحیمیّت غالب نظر آتی ہے۔ وہ مسلسل انسان کو مہلت دیتا ہے لیکن جب یہ اپنی کرتوتوں میں اخیر کر دیتے ہیں تب خدا کی یہ صفات اپنا کام دکھلاتی ہیں۔ اصل انسان کے بُرے اعمال ہیں جو اُسے اپنے انجام تک پہنچاتے ہیں۔ جیسے معاندینِ احمدیت جو استہزاء سے باز نہیں آتے۔ استہزاء کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تو پھر خدا کی آواز اِنِّيْ مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ اپنا کام دکھاتی ہے۔ گویا مخالفینِ انبیاء اپنے تذلیل کے سامان خود پیدا کرتے ہیں۔ اِس کے مقابل پر جہاں تک عزّت کا تعلق ہے وہ بھی انسان اپنی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ گو اِس کی بنیاد انسان کے اچھے اور پاکیزہ اعمال پر ہوتی ہے لیکن عزّت تب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آئے گی اور آتی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ کے مطابق تکریم کے لئے متّقی ہونا ضروری ہے۔ تقویٰ، لغوی اَور اصطلاحی معنوں کے اعتبار سے اتنا وسیع لفظ ہے کہ تمام قرآنی احکام اور ارشاداتِ رسول پر تعمیل آتی ہے۔ جو بھی اِن پر عمل کرے گا وہ تکریم اور عزّت پائے گا۔ یہی صفت اَلْمُعِزُّ کا جلوہ ہے۔ جو ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اَور خلافتِ راشدہ کے دَور میں دیکھتے آئے کہ صحابہ اپنے اعمالِ حسنہ کی وجہ سے مکرّم اور رَضِيَ اللّٰهُ عنهم کہلوائے۔ جن کا نام آج پندرہ سو سال گزرنے کے بعد بھی عزّت سے لیا جاتا ہے اور ہم اپنے بچوں کو اُن کے ناموں سے پکارنا اور یاد کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ اَور ابو جہل کا نام اپنے بچوں کو دینا کوئی پسند نہیں کرے گا۔ آج جو بھی خلافتِ احمدیہ سی حقیقی سچا وفا کا تعلق رکھے گا وہ تکریم پائے گا اور جو بھی ٹکرلے گا وہ ذلیل و خوار ہو گا۔ کیونکہ حضرتِ مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے حضور عزّت حاصل کرنے کا طریق یہ ہے کہ جس زمانہ میں وہ جن چیزوں کی عزّت کرنے کا حکم دے اُن کی عزّت کی جائے۔

(تفسیر کبیر جلد ششم کلید مضامین صفحہ 10)

سامعین! ہم سب یہ بات جانتے ہیں کہ عزّت اور ذلّت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ اگر چاہے تو دُور دراز کے گاؤں، بستیوں سے، چھوٹے اور غریب خاندانوں سے اٹھا کر تخت پر بٹھا دے، غلاموں کو بادشاہ بنا دے اور اگر چاہے تو معاشرے کے معزّز ترین بلکہ دوسروں کو عزّتیں اور خلعتیں بخشنے والوں کو ذلّت و گمنامی کے عمیق گڑھوں میں پھینک دے۔ یہ سب اُس کے ہی اختیار میں ہے۔ خدا تعالیٰ بذاتِ خود عزّت کا مالک ہے۔

عزّت کا بذات خود مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا یعنی یقیناً عزّت تمام تر اللہ ہی کے اختیار میں ہے (یونس:66) اس کے بعد اللہ جس کو عزّت دے، وہ بھی عزّت کا مالک ہوتا ہے لیکن یہ عزّت اس کی ذاتی نہیں ہے، بلکہ خدا کی عطا کردہ ہے۔ دنیا یا آخرت یا دونوں جہان میں عزّت دینا یا ذلّت دینا اُس کے اختیار میں ہے یعنی اپنی مدد، توفیق اور ثواب عطا کر کے جس کو چاہتا ہے دنیا اور آخرت میں عزّت بخشتا ہے اور بد بختی عدم توفیق اور عذاب کی وجہ سے جس کو چاہتا ذلیل کرتا ہے اور اس کی ایک مثال ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک یتیم بچے کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں سب سے برگزیدہ مخلوق بنا دیا اور "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى" کا دعویٰ کرنے والے فرعون کو ذلیل و خوار کر کے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" جو لوگ دنیا کی نظروں میں ذلیل خیال کئے جاتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک معزّز ہیں اور حقیقی عزّت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور حاصل ہو۔ دنیاوی عزّتیں تو محض جھوٹ اور فریب ہیں۔ سجدہ کو دیکھو وہ بظاہر کیسی ذلّت کی حالت ہے لیکن اس کے بارہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ سجدہ میں چونکہ زمین پر سر رکھ دیا جاتا ہے اس لئے یہ بظاہر ذلّت کی صورت ہے لیکن حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے نیچے کو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو بلند کرتا ہے اور جو شخص دنیاوی نقطۂ نگاہ سے بلند ہونا چاہتا ہے خدا تعالیٰ اُس کو بلندی سے نیچے کی طرف لے جاتا ہے۔ فرعون نے ہامان سے کہا تھا کہ مجھے ایک محل بنادو جس پر چڑھ کر مَیں ذرا موسیٰ کے خدا کو تو دیکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے ساتھ عجیب سلوک کیا کہ اس کو بحر قلزم میں اپنا وجود دکھایا۔ یعنی چونکہ وہ اوپر کو جانا چاہتا تھا خدا تعالیٰ نے کہا کہ تو اوپر کو کیا جاتا ہے مَیں تم کو نیچے ہی اپنا وجود دکھا دیتا ہوں۔ پس فرعون جو اوپر کو جانا چاہتا تھا اُسے خدا تعالیٰ نیچے کی طرف لے گیا۔ لیکن مؤمن خدا تعالیٰ کے لئے نیچے کی طرف جانا چاہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اونچا کرتا ہے۔"

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 500 آن لائن ایڈیشن)

سامعین! خدا تعالیٰ مُعِزّ ہے جسے چاہے عزّت دے۔ ہمارے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھی مثال ہے کہ جب اُن کے مخالفین نے انہیں مخالفت کی آگ میں جلانا چاہا تو اللہ تعالیٰ انہیں بچا کر کیسی عزّت عطا فرمائی۔ اس آگ سے بچ کر جب ہجرت کی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (الصافات:101)

یعنی اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے (وارث) عطا کر۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" حضرت ابراہیم کی اس دعا کے نتیجہ میں محض ایک بچے کی خوشخبری نہیں دی گئی بلکہ آپ کو یہ خوشخبری دی گئی کہ مَیں تیری نسل کو تمام دنیا میں اتنا پھیلاؤں گا کہ جس طرح آسمان کے ستارے نہیں گنے جاسکتے اور ریت کے ذرّے نہیں گنے جاسکتے اس طرح تیری نسل بے شمار ہو گی۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم نے اتنے کامل اخلاص کے ساتھ اپنی قوم کو، اپنے آباء واجداد کو چھوڑا تھا۔ ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ دیا تھا کہ آپ سے پھر آگے ایک نیا جہان پیدا ہونا تھا۔ نئی نسلیں جاری ہونی تھیں۔ چنانچہ دوسری جگہ قرآن کریم نے اکیلے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو امّت قرار دیا ہے۔ پس وہ لوگ جو اپنے رشتے داروں کو، اپنے جتھوں کو خدا کی خاطر چھوڑتے ہیں۔ وہ جو اپنی برادریوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور اکیلے ہو جاتے ہیں بعض دفعہ وہ اپنے آپ پر رحم کرنے لگ جاتے ہیں اور مجھے ان پر رحم آتا ہے۔ اس قدر بے وقوفی ہے کس بات پر رحم کر رہے ہو۔ تم نے سنّت انبیاء کو زندہ کیا ہے اگر خدا کی خاطر کیا ہے تو وہ تمہیں ایک قوم بنادے گا اور تمہاری قوم بالکل بے معنی اور بے حقیقت ہو جائے گی۔ وہ جتھے چھوٹے ہو جاتے ہیں اور پھر غائب ہو جاتے ہیں اور تاریخ کے صفحوں میں ملتے ہیں لیکن مستقبل میں پاک لوگوں کی نسلیں جاری رہتی ہیں۔ یہ سنّت انبیاء ہے لیکن سب سے زیادہ شان کے ساتھ یہ سنّت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں پوری ہوئی۔"

(خطبات طاہر جلد 10 صفحہ 501)

ہر انسان کے اندر اپنی عزّت کروانے کی ایک فطری خواہش موجود ہوتی ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے ادب احترام اور عزت سے پیش آئیں اور وہ جتنا عزت واحترام کو پسند کرتا ہے اتنا ہی اپنی رسوائی اور ذلّت سے ڈرتا بھی ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اُس کو حقیر نظر سے دیکھے یا اس کو لوگوں کے درمیان بے عزّت کرے۔ لیکن اُسی عزّت کو حاصل کرنے کے لیے وہ کیسے کیسے حربے استعمال کرتا ہے دنیا میں فساد پھیلاتا ہے حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ عزّت دینے والا بھی خدا ہے وہ جسے چاہے عزّت دے جسے چاہے ذلّت دے۔ جو شخص معزّز بننا چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے عزّت حاصل کرے۔ کیونکہ سب قسم کی عزّت خدا ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ یَا عَبْدَ الرَّافِعِ اِنِّیْ رَافِعُکَ اِلَیَّ۔ اِنِّیْ مُعِزُّکَ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْ کہ اے رفعت بخشنے والے خدا کے بندے! مَیں تجھے اپنی جناب میں رفعت بخشوں گا۔ مَیں تجھے عزّت اور غلبہ دوں گا، جو کچھ مَیں دوں اسے کوئی بند نہیں کر سکتا۔"

(تذکرہ صفحہ 97۔ ایڈیشن چہارم 2004ء)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

" مَیں اپنے پورے یقین سے جانتا ہوں کہ خدا وہی قادر خدا ہے جس نے میرے پر تجلّی فرمائی اور اپنے وجود سے اور اپنے کلام اور اپنے کام سے مجھے اطلاع دی اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ قدرتیں جو مَیں اس سے دیکھتا ہوں اور وہ علم غیب جو میرے پر ظاہر کرتا ہے اور وہ قوِی ہاتھ جس سے مَیں ہر خطرناک موقع پر مدد پاتا ہوں وہ اُسی کامل اور سچے خدا کے صفات ہیں جس نے آدم کو پیدا کیا اور جو نوح پر ظاہر ہوا اور طوفان کا معجزہ دکھلایا۔ وہ وہی ہے جس نے موسیٰ کو مدد دی جبکہ فرعون اس کو ہلاک کرنے کو تھا۔ وہ وہی ہے جس نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سیّدُ الرُّسل کو کافروں اور مشرکوں کے منصوبوں سے بچا کر فتح کامل عطا فرمائی اُسی نے اس آخری زمانے میں میرے پر تجلّی فرمائی"۔

(براہین احمدیہ جلد پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 298)

پس وہ فضل اور عزّت جو خدا تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو عطا فرمایا اور آج بھی آپ کی جماعت پر بھی جاری ہے اس کو کوئی دنیاوی طاقت اپنی ہزار کوششوں کے باوجود بند نہیں کر سکتی۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" پس یہ بات ہمیشہ سامنے رہے اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی نہ کی جائے اس کے حکموں پر عمل نہ کیا جائے تو وہ جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے جس کے سامنے نہ حکومتیں کوئی چیز ہیں، نہ دولتیں کوئی چیز ہیں وہ اگر کمزوروں کا بھی مددگار بن جائے تو ان کو بھی عزت کے مقام پر کھڑا کر دیتا ہے اور طاقتوروں اور دولتمندوں کو رسوا اور ذلیل کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی اور قومی طور پر بھی سمیٹنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ اس کے احکامات پر عمل کیا جائے۔ وہ سب قدرتوں کا مالک ہے۔ وہ سب خیر کا سرچشمہ ہے۔ اس نے ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ میرے احکامات پر عمل کرو تا کہ میری رضا حاصل کرنے والے بنو۔

اللہ کرے کہ مسلم اُمّہ بھی اس نکتے کو سمجھ لے جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے سب سے پہلے مخاطب ہیں تا کہ ان قوموں کے ہاتھوں، جن کو اللہ تعالیٰ نے مغضوب اور ضالّ قرار دیا ہوا ہے، گھٹیا سلوک سے بچ جائیں۔ ذلیل و رسوا ہونے کے سلوک سے بچ جائیں۔ ان ظالم لوگوں نے بھی اپنی سزا بھگتنی ہے۔ لیکن اگر زمانے کے امام کو نہ مان کر مسلمان ایک ہاتھ پر جمع نہ ہوں گے تو ان کو بھی سزا ملتی جائے گی۔ اگر یہ ایک ہاتھ پر جمع ہو جائیں تو اتنی ہی جلدی یہ ذلّت اور رسوائی کی مار اُن پر پڑے گی جن کو اللہ تعالیٰ نے مغضوب اور ضالّ قرار دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی یہی تقدیر ہے کہ ان لوگوں میں سے بھی وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچیں گے جن کو اللہ تعالیٰ سیدھا راستہ دکھائے گا۔ پس اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور ان لوگوں کو سمجھانا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16/ مارچ 2007ء)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)